Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

از الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ: الفضل لاہور

الفضل

روزنامہ لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

یوم - چہار شنبہ

فی پرچہ ۱ ؎

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۱ ھ

جلد ۶/۴۱ | ۳۱ فتح ۱۳۳۱ ہش | ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۳۰۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

ترجمہ: محمدؐ دونوں جہانوں کا امام اور چراغ ہے محمدؐ زمین و زمان کو روشن کرنے والا ہے۔ میں خدا کے خوف کی وجہ سے اسے خدا تو نہیں کہہ سکتا لیکن خدا کی قسم اس کا وجود تمام مخلوق کے لئے خدا نما ہے۔

(کتاب البریہ ص ۶۵)

مسٹر ٹنڈن کا کانگریس کی مجلس عاملہ سے استعفیٰ

دہلی ۳۰ دسمبر۔ یوپی اسمبلی کے سابق سپیکر اور کانگریس کے سابق صدر مسٹر پرشوتم داس ٹنڈن نے کانگریس کی مجلس عاملہ سے استعفا دے دیا ہے۔ پنڈت نہرو کے دوبارہ کانگریس کے صدر منتخب ہونے کے بعد انہوں نے یہ استعفا دیا ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ کانگریس میں بعض چیزیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں جن کے بارے میں مجھے بہت فکر ہے۔

ربوہ کی مقدس سرزمین میں شمعِ احمدیت کے پچاس ہزار پروانوں کا روح پرور اجتماع

قیامِ پاکستان کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ جلسہ سالانہ میں اتنا عظیم اجتماع ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک

ربوہ ۳۰ دسمبر۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ۶۲ واں سالانہ جلسہ امسال حسب معمول ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ دسمبر سے شروع ہو کر ۲۸ دسمبر تک جاری رہا۔ پاکستان کے کونے کونے سے شمع احمدیت کے پروانے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ حتیٰ کہ جلسہ کے بابرکت اجتماع میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ جا پہونچی۔ قیام پاکستان کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ جلسہ سالانہ پر اتنا عظیم اجتماع ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ پاکستان کے ہزارہا احباب کے علاوہ امسال جرمنی۔ امریکہ۔ شام۔ سوڈان۔ حبشہ۔ برما۔ چین۔ انڈونیشیا اور برٹش گی آنا (جنوبی امریکہ) کے بعض احمدی احباب کو بھی جلسہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تین روز میں کل ۶ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پر معارف تقاریر کے علاوہ علماء سلسلہ اور دیگر احباب نے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ان میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لنڈن۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری۔ مولوی عبد المالک خان صاحب۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم۔ کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین مولوی محمد یار صاحب عارف۔ چوہدری عبد اللہ خان صاحب شیخ عبد القادر صاحب۔ مولوی امام الدین صاحب اور عبد الشکور صاحب کنزے (امریکن) شامل تھے۔

جلسے کے مبارک ایام مسیح محمدی کے ہزارہا غلاموں نے ذکر و فکر اور یاد الٰہی میں بسر کئے۔ ربوہ کی مختصر سی آبادی ہجوم خلق کے باعث ارض حرم کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ یہ بے آب و گیاہ میدان اب سڑکوں اور مکانوں کی تعمیر کے باعث ایک باقاعدہ بستی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس میں صاف ستھری نئی عمارتیں اور سڑکیں اور بعض سڑکوں پر دو رویہ چھوٹے چھوٹے درختوں کی قطاریں جگہ جگہ ٹیوب ویل کا بہتا ہوا پانی۔ مسجد مبارک۔ قصر خلافت اور دیگر رہائشی مکانات نو وارد احباب کے لئے ایک دلآویز منظر سے کم نہ تھے۔ ان سب میں انہیں خدا تعالیٰ کے چلتے ہوئے نشان نظر آ رہے تھے۔ جو ان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب تھے۔

اس بابرکت اجتماع کی مفصل روئداد انشاء اللہ تعالیٰ الفضل کی آئندہ اشاعتوں میں پیش کی جائے گی۔ آج کے پرچہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دوسرے روز کی ایمان افروز تقریر اور بعض دیگر تقاریر کے خلاصے مطالعہ فرمائیے۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اکسٹھواں سالانہ جلسہ

ہندوستان کے احمدی احباب کے علاوہ جلسہ میں پاکستان کے ۲۰۰ زائرین کی شرکت

قادیان ۳۰ دسمبر (بذریعہ ڈاک) خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ہندوستان کا اکسٹھواں جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر سے لے کر ۲۸ دسمبر تک جاری رہا۔ پہلے روز کی مختصر کارروائی حسب ذیل ہے۔

جلسہ دس بجے صبح کو جلسہ گاہ (سابق جلسہ گاہ برائے مستورات) میں زیر صدارت حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان کی افتتاحی تقریر کے بعد دعا ہوئی۔ پھر جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر قافلہ پاکستان نے احباب جماعت کے نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس میں حضور نے ہندوستان کے احمدیوں کے لئے آئندہ لائحہ عمل تجویز فرمایا ہے۔ جلسہ سالانہ میں پاکستان کے علاوہ۔ بریلی شاہجہان پور۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ اڑیسہ۔ مالابار۔ مقبوضہ کشمیر۔ حیدر آباد دکن۔ کلکتہ۔ بمبئی وغیرہ سے احباب شرکت کے لئے تشریف لائے۔

پاکستان کا قافلہ قادیان ۲۵ دسمبر کو رات کے ڈیڑھ بجے پہونچا۔ درویشوں اور احباب نے باغ متصل بہشتی مقبرہ میں اس کا استقبال کیا۔ (نامہ نگار)

جماعت ہائے انڈونیشیا کی کامیاب کنونشن

تاسکملایا ۔ ۳۰ دسمبر۔ مکرم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا تسکملایا سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں "جماعت ہائے انڈونیشیا کی کنونشن بخیر و خوبی ختم ہو گئی۔ کنونشن میں جاوا سماٹرا سیلیبس۔ بالی اور سنگاپور سے پانچ سو سے زیادہ نمائندوں نے شرکت کی۔ اس میں نئے سال کے لئے عہدہ داران بھی چنے گئے۔ تحریک جدید کے چندہ کے علاوہ ۲ لاکھ کا بجٹ منظور کیا گیا۔ انڈونیشیا کے گورنروں۔ وزیروں۔ انڈونیشین حکومت کی وزارت مذہبیات نیز امریکہ۔ ہالینڈ اور انگلستان کے احمدیہ مشنوں کی طرف سے اس موقعہ پر پیغامات وصول ہوئے۔ پبلک جلسہ بھی منعقد کیا گیا تھا۔ اس میں بھی الحمد للہ بہت کامیابی نصیب ہوئی۔"

سیلاب میں خدمات بجا لانے والوں کو سندیں

لاہور ۳۰ دسمبر۔ پنجاب کے گورنر مسٹر اسمٰعیل چندریگر نے آج ایک خاص تقریب میں ۱۴۵ افراد کو سندیں عطا فرمائیں۔ جنہوں نے ۱۹۵۰ء کے سیلاب میں نمایاں خدمات سرانجام دی تھیں۔

اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے گورنر پنجاب نے ان اصحاب کی رضا کارانہ خدمات کو سراہا۔ اور ان فوجیوں کے کام کی تعریف کی۔ جنہوں نے سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کو نکالنے اور انہیں خوراک مہیا کرنے میں مدد کی۔ اور آمد و رفت کے ذرائع کو بحال کرایا۔

سیلاب کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ تقریباً ۲ لاکھ ۷۰ ہزار مکانوں کو نقصان پہونچا تھا۔ اور ان میں سے بیشتر تباہ ہو گئے تھے۔ بعض مقامات پر ذرائع آمد و رفت محدود رہے۔ (مم)

جن لوگوں کو سندیں ملیں ان میں پنجاب مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل مسٹر رحمت اللہ جوائنٹ سیکرٹری شیخ محمد یامین۔ بیگم نصرت عبد الرحمٰن اور ضلع گجرانوالہ کے ۸ ملاح بھی تھے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

روزنامہ ـــــ الفضل ـــــ لاہور
مورخہ ۳۱ دسمبر ۵۲ء

اندھی مخالفت

گذشتہ ہفتہ کی رات کو موچی دروازہ میں بنیادی کمیٹی کی سفارشات کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس میں چھ بڑی سیاسی پارٹیوں نے حصہ لیا۔ یہ چھ پارٹیاں (۱) مسلم لیگ (۲) آزاد پاکستان پارٹی۔ (۳) مودودی پارٹی۔ (۴) اسلام لیگ۔ (۵) جناح عوامی لیگ اور (۶) احراری پارٹی ہیں۔ اس مدسی جلسہ میں حاضری کا اندازہ زیادہ سے زیادہ ایک ہزار لگایا گیا ہے۔ شاید اس کی وجہ رات کی سردی ہو۔ کیونکہ جلسہ قریباً آٹھ بجے منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں جو تجویز پاس ہوئی۔ وہ نہایت عجیب و غریب ہے۔ جس کے الفاظ اس طرح کے ہیں۔

شہر لاہور کا یہ جلسۂ عام بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات کو غیر جمہوری اور غیر اسلامی تصور کرتا ہے۔ اور ان کو رد کرتا ہے اس کے ساتھ ہی زور شور سے یہ بھی تجویز کیا گیا کہ ان سفارشات پر غور و خوض کے لئے دس دن بہت تھوڑے ہیں۔ یہ میعاد کم سے کم ایک ماہ ہونی چاہیئے۔ انگریزی معاصر سول ملٹری گزٹ لاہور نے ایک اداراتی نوٹ میں اس بات پر تعجب کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے۔ کہ نہ تو پارٹی لیڈروں نے ابھی پوری طرح غور و خوض کیا ہے۔ اور نہ ان کی رائے میں دس دن کا وقفہ غور و خوض کے لئے کافی ہے۔ مگر سفارشات کے اسمبلی میں پیش ہونے سے چھ سات دن بعد ہی لیڈروں نے بلا غور و خوض ان سفارشات کو رد بھی کر دیا ہے۔

اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو آزاد پاکستان پارٹی کے لیڈر میاں افتخار الدین ہیں۔ جو ان سفارشات کو غیر جمہوری اور غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف مودودیوں کے لیڈر مودودی صاحب ہیں۔ کہ انہوں نے بھی اس جلسہ میں یہی راگ گایا ہے۔ سوال ہے کہ کیا مسٹر کپلنگ کا یہ قول واقعی غلط ہے۔ کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب۔ دونوں کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔" اور پھر یہ جو سنتے آئے ہیں۔ کہ ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

کیا یہ بھی غلط ہے؟ کہتے ہیں۔ کہ کسی بزرگ نے دیکھا کہ ایک کبوتر اور ایک کوا ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر انہیں بھی مندرجہ بالا شعر پر شبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنکر ان کی طرف پھینکا۔ معلوم ہوا۔ کہ دونوں کی ٹانگ مجروح ہے۔ اس نے ان میں ہم جنسی پیدا کر دی۔ اس لئے ہمیں بھی سوچنا پڑا ہے۔ کہ آخر میاں افتخار الدین اور مودودی صاحب میں کیا بات مشترک ہے۔ جس کی وجہ سے دونوں ان سفارشات کے رد میں متفق و متحد ہو گئے ہیں۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ایک بات تو ظاہر نظر آتی ہے۔ اور وہ ہے حکومت کی "اندھی مخالفت" یعنی جو کچھ حکومت کرے اسکی مخالفت پہلے کرو اور سوچو بعد میں۔

مودودیوں کا اخبار "تسنیم" اپنی اشاعت ۳۱ دسمبر (دراصل ۳۰ دسمبر) ۱۹۵۲ء کے اداریہ میں لکھتا ہے:-

"کل شام کو لاہور میں مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا تھا جس میں ان جماعتوں کے رہنماؤں نے دستوری سفارشات کے مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میاں افتخار الدین۔ سردار شوکت حیات خاں۔ ممدوٹ اور دوسرے حضرات نے ان سفارشات کی ناقابل قبول دفعات کی بنا پر اعلان کیا۔ کہ وہ ان کو رد کرتے ہیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ان کو واپس لے لیا جائے۔ اور اس مضمون کی ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ ...... جہاں تک دستوری سفارشات کا تعلق ہے۔ ان کو رد کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہر جماعت اور اس کے رہنما کو حاصل ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس مرحلہ پر اس قسم کی پوزیشن اختیار کر لینا صحیح نہیں ہوگا۔"

اس کو کہتے ہیں بیسویں صدی کی صحافت۔ جب ایک جلسۂ عام میں جس میں مودودیوں کا امیر بھی شامل تھا۔ ایک قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی۔ کہ سفارشات کو رد کیا جاتا ہے۔ تو اب پیش بینی کے کیا معنی ہیں۔ سوال ہے۔ کہ اگر مودودی صاحب کو اختلاف تھا۔ تو کیا انہوں نے اس جلسہ میں اپنے اختلاف کا اظہار کیا تھا؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں کیا تھا؟

اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے۔ کہ "تسنیم" کے اسی پرچہ میں مودودی صاحب نے ایک بیان بھی شائع کیا ہے۔ جس میں کہا ہے کہ

"مجھے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ جماعت اسلامی کے بعض افراد نے دستوری سفارشات کے متعلق اخبارات میں بطور خود کچھ بیانات دیئے ہیں۔ حالانکہ یہاں جماعت کی مجلس شوریٰ ان سفارشات کا جائزہ لینے اور ان کے متعلق تفصیلی رائے قائم کرنے کی کوشش میں ابھی مصروف ہے۔"

ذرا غور فرمایئے۔ کہ خود جناب مودودی صاحب احتجاجی جلسہ میں شمولیت فرما کر بغیر مجلس شوریٰ کے فیصلہ کا انتظار کئے اظہار رائے فرما چکے ہیں۔ متفقہ قرارداد پر کہ یہ سفارشات بوجہ غیر جمہوری اور غیر اسلامی ہونے کے رد کی جاتی ہیں مہر تصدیق ثبت بھی کر چکے ہیں۔ اور کوس رہے ہیں جماعت اسلامی کے بعض افراد کو جنہوں نے بطور خود اخبارات میں بیانات دیئے ہیں۔ حالانکہ پنجابی کی مشہور ضرب المثل ہے۔ کہ جن کے گودڑ کودنے والے ہوں چیلے سرپٹ جاتے ہیں۔

رخ بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

(باقی)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا تازہ کلام

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی یہ تازہ نظم جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء کو حضور کی تقریر سے قبل مکرم ثاقب صاحب زیروی نے پڑھی۔

وہ دِل کو جوڑتا ہے تو ہیں دلفگار ہم
وُہ جان بخشتا ہے تو ہیں جاں نثار ہم

دُولہا ہمارا زندہ جاوید ہے جناب
کیا بے وقوف ہیں کہ بنیں سوگوار ہم

دَر اُس کا آج گر نہ کھُلا خیر کل سہی
جائینگے اس کے دَر پہ یونہی بار بار ہم

تدبیر ایک پردہ ہے تقدیر اصل ہے
ہونگے بس اس کے فضل سے ہی کامگار ہم

کوئی عمل بھی کر سکے اُس کی راہ میں
رہتے ہیں اس خیال سے ہی شرمسار ہم

دُنیا کی مِنّتوں سے تو کوئی بنا نہ کام
روئیں گے اس کے سامنے اب زار زار ہم

اُٹھ کر رہے گا پردہ کسی دن تو دیکھنا
باندھے کھڑے ہیں سامنے اُسکے قطار ہم

دشمن ہے خوش کہ نعمتِ دُنیا ملی اسے
لُوٹینگے اس کی گود میں جا کر بہار ہم

قسمت نے کیسا جوڑ ملایا ہے دیکھنا
وُہ خالقِ جہاں ہے تو مُشتِ غبار ہم

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر

احمدی مستورات سے خطاب۔ "الفضل" اور "ریویو" کی اشاعت بڑھانے کی تحریک۔ بنیادی اصولوں کے متعلق سفارشات پر اظہار رائے

حضرت ام المومنین رضی کے وجود گرامی کی اہمیت۔ تعمیر ربوہ اور مخالفین

(خورشید احمد)

ربوہ ۲۷ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ٹھیک ایک بجے بعد از دوپہر جلسہ سالانہ میں تقریر شروع فرمائی۔ جو ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہی۔ تقریر سے قبل مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اور مشتاق احمد صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تازہ نظم پڑھ کر سنائی۔ تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ حضور نے تقریر کا آغاز فرمایا۔ تقریر میں بیان فرمودہ بعض ضروری امور کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

علالت طبع

سب سے پہلے حضور نے اپنی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جلسے سے کچھ ایام پہلے میری طبیعت پھر خراب ہونی شروع ہو گئی تھی۔ جسم کے مختلف حصوں میں دردیں شروع ہونے لگیں۔ اور نزلہ کی طرف بھی طبیعت مائل ہو گئی۔ جس کی وجہ سے گلا اتنا ماؤف ہو گیا۔ کہ کل رات جب میں کھانا کھا رہا تھا۔ تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ لقمہ گلے کو چیرتا ہوا اندر جا رہا ہے۔ کچھ تکلیف تو پہلے ہی تھی۔ لیکن آج عورتوں کی بیعت کے موقع پر بدانتظامی اور شور کی وجہ سے اس میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ دوست بڑی تعداد میں آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں تقریر کو چھوڑ بھی نہیں سکتا۔

مستورات سے خطاب

حضور نے فرمایا۔ عام تقریر شروع کرنے سے قبل میں مستورات کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ تمہارے ذمہ مسجد ہالینڈ کی تعمیر کا چندہ ہے۔ اسی طرح لجنہ کے دفاتر کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی قرضہ ابھی باقی ہے۔ تمہیں اس بوجھ کو اتارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تمہارے اندر قربانی کا جذبہ مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ تمہیں خدا نے قربانی کی جنس بنایا ہے۔ ماں۔ بہن اور بیٹی کی حیثیت میں محبت اور قربانی کے جو نظارے عورتوں میں نظر آتے ہیں۔ وہ ایک دفعہ تو انسانی دل کو کپکپا دیتے ہیں۔ مرد بھی بے شک بڑی بڑی قربانی کرتے ہیں۔ مگر جو روح نسوانیت کی عورتوں میں نظر آتی ہے۔ وہ مافوق الانسانیت معلوم ہوتی ہے۔ پس تمہیں اپنے اس امتیاز کو قائم رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے ذمے جو چندے اور فرائض ہیں انہیں پورا کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ تمہیں اپنے اندر انتظام کی عادت بھی ڈالنی چاہیئے۔ لجنہ کا فائدہ کیا ہوا۔ اگر ہماری مستورات میں بھی بدنظمی جاری رہے۔ اصل میں تو انتظام کا شعبہ خدا نے تمہارے ہی سپرد کیا ہوا ہے۔ اگر تم اسی کو نہ کرو۔ تو اور کس نے کرنا ہے؟

جلسہ سالانہ کے انتظامات

حضور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ بے شک اگر انتظامات میں کوئی خامی دیکھو۔ تو اسکی اصلاح کی خاطر اس کی رپورٹ کرو۔ مگر اس قدر نہ بڑھ جاؤ۔ کہ منتظمین کو انتظام قائم رکھنے میں ہی دقت ہو جائے۔ دراصل ایسے موقع پر ایک حد تک تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اور اسی میں مزا ہوتا ہے۔ خدا کی راہ میں جو لطف تکلیف اٹھانے میں ہوتا ہے۔ وہ آرام میں نہیں ہوتا۔ اور یہاں تو دراصل کوئی مہمان ہوتا ہی نہیں۔ ربوہ کی آبادی ابھی اتنی کم ہے۔ کہ اس کے لئے اتنے مہمانوں کا انتظام کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے تمہیں اپنے آپ کو خود ہی مہمان اور خود ہی میزبان سمجھنا چاہیئے۔ دوسری طرف منتظمین کو بھی چاہیئے۔ کہ کمزور طبائع کے ساتھ نرمی اور درگذر کا سلوک کریں۔

الفضل اور ریویو کی اشاعت بڑھانے کی تحریک

"الفضل" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں اصل تقریر سے قبل الفضل کی اشاعت کو بڑھانے کی بھی تحریک کرتا ہوں۔ اس سال الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوا تھا۔ اور وہ جلسے کے ایام میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے باقی سارے لٹریچر سے زیادہ کامیاب رہا۔ اس کا مضمون ایک تھا مگر اس کے متعلق مختلف پہلوؤں کو جمع کر دیا گیا تھا۔ گویا وہ ایک باغیچہ تھا۔ جس میں مختلف پھل اور پھول جمع کر دیئے گئے تھے۔ مگر خوبی یہ تھی کہ وہ سب ایک ہی قسم کے تھے۔ چنانچہ ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریریں۔ قرآن مجید کی آیات۔ احادیث نبوی اور ائمہ سلف کے خیالات کو جمع کر دیا گیا تھا۔ تاکہ ہر قسم کی طبائع کو اپنے اپنے مذاق کے مطابق مواد مل سکے۔ جماعتوں کی طرف سے جو اطلاعیں آئیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مخالفوں نے بھی مانگ کر یہ پرچہ پڑھا ہے۔ ان میں سے متعدد نے بعد میں اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ پہلے ہم احمدیت کو ایک خلاف اسلام تحریک سمجھتے تھے۔ مگر اس نمبر کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ احمدی اسلام کے یا قرآن کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے ان کا اختلاف محض تاویل کا اختلاف ہے۔ متعدد جماعتوں نے خاتم النبیین نمبر کے متعلق لکھا۔ کہ اس کی اشاعت کے بعد مخالفت کی رو بدل گئی۔ پس الفضل کی اشاعت کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ سالہا سال سے اس کی اشاعت ۲۰ اور ۲۵ کے درمیان ہی گھوم رہی ہے۔ حالانکہ جماعت پھیل رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روزانہ اخبار ہونے کی وجہ سے اس کا چندہ زیادہ ہے۔ مگر کمزور جماعتیں ملکر خرید سکتی ہیں۔ اسی طرح اگر افراد بھی اکیلے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تو وہ دو دو تین تین چار چار ملکر خرید سکتے ہیں۔ پس میں احباب کو تحریک کرتا ہوں کہ الفضل کی اشاعت کو بڑھانے اور ترقی دینے کی کوشش کرو۔

اسی طرح انگریزی کا رسالہ ریویو ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ کی جماعت کے لحاظ سے اس کے کم از کم دس ہزار خریدار ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ اور موجودہ تعداد کے لحاظ سے تو اب اس کے لاکھوں تک خریدار ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو تو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ باہر سے جو خطوط آتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی ممالک میں لوگ اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح خدام اور لجنہ کے رسالوں کی اشاعت بڑھانے کی بھی میں تحریک کرتا ہوں۔ لجنہ کو شکایت ہے کہ اس کے رسالہ سے عورتیں پورا تعاون نہیں کرتیں۔ مگر مجھے اس پر تعجب ہے کہ عورتیں اپنے رسالہ کی پرورش نہ کریں۔ کیونکہ اگر انہیں یقین ہو کہ یہ چیز اپنی ہے۔ تو پھر ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ اس کی پرورش اور نگرانی نہ کریں۔ اور خدام کے رسالہ کے متعلق تو مجھے کچھ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ان کی جوانی کا زمانہ ہے ہمت اور طاقت کے ایام ہیں۔ ان کا تو یہ کام ہے۔ کہ وہ بوڑھوں کی بھی مدد کریں اور الفضل کی اشاعت بھی بڑھائیں۔ کجا یہ کہ اپنے رسالہ کو نہ چلا سکیں۔

پاکستان کے بنیادی اصولوں کے متعلق سفارشات

حضور نے پاکستان کے لئے بنیادی اصولوں کی سب کمیٹی کی سفارشات پر اظہار رائے کرتے ہوئے فرمایا تفصیلی طور پر تو ابھی مجھے اس کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر دو باتوں کے متعلق عام طور پر اخبارات میں احتجاج کیا جا رہا ہے۔ ایک تو اس امر پر کہ مغربی اور مشرقی پاکستان میں برابری کا اصول کیوں رکھا گیا ہے۔ اور دوسرا فیڈرل سسٹم پر۔ میرے نزدیک اصل پوائنٹ جو ملک کے لئے بہت مضر ہے یہ ہے کہ مولویوں کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جس امر پر چاہیں اعتراض کریں۔ اور قانون سازی میں روک ڈالیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ مولویوں کے صرف ایڈوائزری بورڈ بنائے گئے ہیں انہیں اختیارات نہیں دیئے گئے۔ میرے نزدیک ایسا سمجھنے والے مولویوں کی ذہنیت سے ناواقف ہیں ترکی میں جب مولویوں کو حکومت میں اقتدار حاصل ہوا۔ تو وہاں یہ حالت ہو گئی کہ انہوں نے بات بات پر فتوے بازی شروع کر دی۔ اور قوم کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیا اگر یہاں بھی ان لوگوں کو پنپنے کا موقعہ دیا گیا تو یہی حالت ہو جائے گی۔

مجھے تعجب ہے کہ یہ عالم اور مولوی کہلانے والے ایڈوائزری بورڈ کے راستہ کی بجائے انتخاب کے راستے سے کیوں حکومت میں اقتدار حاصل نہیں کرتے۔ اگر وہ واقعی قوم کے نمائندے ہیں۔ جیسا کہ ان کا دعوے ہے۔ تو پھر انہیں اسمبلی کا ممبر ہونا چاہیئے نہ کہ ایڈوائزری بورڈ کا۔ اور اگر وہ اسمبلی کے ذریعہ قوم کے نمائندے نہیں بنتے تو پھر دو باتوں میں سے ایک ضرور ماننی پڑیگی

یا تو یہ کہ قوم ان کی مزعومہ "اسلامی حکومت" نہیں چاہتی۔ اور یا یہ کہ وہ قوم کے نمائندے نہیں ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کے ایڈوائزری بورڈ کی کیا حیثیت ہوگی۔

مشرقی بنگال اور مغربی پاکستان میں برابری

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ مشرقی بنگال کو مغربی پاکستان کے مساوی نمائندگی کیوں دی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلام کی رو سے تمام مسلمان برابر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان مسلمان ہو گئے ہیں؟ کیا مغربی پاکستان میں صوبائی عصبیت موجود نہیں ہے۔ کیا سرحد۔ بلوچستان اور سندھ میں یہ روح نہیں پائی جاتی۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ بنگال مستحق مبارکباد ہے۔ جو تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود برابری پر راضی ہو گیا۔ پس میرے نزدیک بے شک اس برابری پر اعتراض کیا جائے۔ مگر اس وقت جب خود مغربی پاکستان کے صوبوں میں عصبیت کی روح نہ رہے۔ اور جب مغربی پاکستان خود اپنے اندر اسلامی روح پیدا کر کے مشرقی بنگال کے دل کو موہ لے۔ اور عملی قربانی کا نمونہ پیش کرے۔ جب دل صاف ہو جائیں گے۔ تو پھر بے شک بنگال والوں کی بدگمانی کو نامناسب قرار دینا۔ مگر خود ایسا تعصب کرنا اور پھر اس برابری پر اعتراض کرنا ہمارے منہ سے زیب نہیں دیتا۔

فرمایا میرے نزدیک ایک بڑی بھاری کوتاہی ان سفارشات میں یہ ہوئی ہے۔ کہ کشمیر کے پاکستان میں داخل ہونے کے متعلق کوئی دفعہ نہیں رکھی گئی۔ حالانکہ سفارشات میں یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اگر کوئی نیا ملک یا رقبہ پاکستان میں شامل ہو۔ تو اسے کن اصولوں کے ماتحت نمائندگی دی جائیگی۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات

فرمایا۔ اس سال احمدیت کی تاریخ کا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہوا ہے۔ اور وہ ہے حضرت ام المومنین کی وفات۔ ان کا وجود ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زنجیر کی طرح تھا۔ اولاد کے ذریعے بھی ایک تعلق اور واسطہ ہوتا ہے۔ مگر وہ اور طرح کا ہوتا ہے۔ اولاد کو ہم ایک درخت کا پھول تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر اسے اس درخت کا اپنا حصہ نہیں کہا جا سکتا۔ پس حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زندہ واسطہ تھیں۔ اور یہ واسطہ ان کی وفات سے ختم ہو گیا۔ پھر حضرت ام المومنین رض کے وجود کی اہمیت عام حالات سے بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بشارتیں اور خبریں دیں۔ چنانچہ انجیل میں آنے والے مسیح کو آدم کہا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ تھا۔ کہ جس رنگ میں حوا آدم کی شریک کار تھی۔ اسی طرح مسیح موعود کی بیوی بھی اسکی شریک کار ہوگی۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ کہ آنے والا مسیح شادی کرے گا۔ اور اسکی اولاد ہوگی۔ اب شادی تو ہر نبی کرتا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ اس خبر میں یہی اشارہ تھا۔ کہ اس کی بیوی کو یہ خصوصیت حاصل ہوگی۔ کہ وہ اس کے کام میں اس کی شریک ہوگی۔ اسی طرح دلّی میں ایک مشہور بزرگ خواجہ میر ناصر گذرے ہیں۔ ان کے متعلق آتا ہے۔ کہ ان کے پاس کشف میں حضرت امام حسن رض تشریف لائے۔ اور انہوں نے ایک روحانیت کی خلعت دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ تحفہ ایسا ہے۔ جس میں تم مخصوص ہو۔ اس کی ابتدا تم سے کی جاتی ہے۔ اور اس کا خاتمہ مہدی کے ظہور پر ہوگا۔ چنانچہ یہ کشف اس طرح پورا ہوا۔ کہ آپ کی ہی اولاد میں سے حضرت ام المومنین رض کا وجود پیدا ہوا۔ یہ کشف خواجہ ناصر نذیر فراق کے بیٹے خواجہ ناصر خلیق نے اپنی کتاب میخانہ درد میں درج کیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد الہامات کا بھی حضور نے ذکر فرمایا۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین رض کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔

یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ

حضور نے اس الہام کے متعلق فرمایا۔ اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں تو حضرت مسیح موعود ؑ اور حضرت ام المومنین رض دونوں کے اکٹھے جنت میں رہنے کی خبر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں دفن ہوئے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا یہاں دفن ہیں۔ سو اس شبے کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ مختلف مقامات میں فوت ہونے والے اور دفن ہونے والے جنت میں اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اس میں یہی تو پیشگوئی ہے۔ کہ گو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کسی اور جگہ دفن ہونگی۔ مگر اے مومنو تسلی رکھو۔ کہ ہم انہیں ضرور قادیان واپس لے جائیں گے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس وہ دفن ہونگی۔ پس اس میں تو قادیان کی واپسی کی خبر ہے۔ اور مومنوں کو امید دلائی گئی ہے۔ کہ تم ضرور وہاں جاؤ گے۔

پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ گو مامور نہ ہونے کی وجہ سے میں کبھی اس پر زور نہیں دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہجرت میں میرے ساتھ رکھ کر مسیح کے ساتھ میری ایک اور مماثلت نمایاں کر دی۔ اور وہ یہ کہ جس طرح مسیح اول کی ہجرت کے وقت ان کی والدہ ان کے ہمراہ تھی۔ اسی طرح مسیح ثانی کے مثیل کے ساتھ اس کی والدہ کو بھی ہجرت کرنا پڑی۔

حضور نے فرمایا۔ حضرت ام المومنین رض کے جنت میں رہنے کے الہام سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مدفن مقبرۂ بہشتی ہے۔ اسی طرح حضرت ام المومنین رض کا مدفن بھی یقینی طور پر مقبرۂ بہشتی ہے۔ پس آج بلا کم و کاست ربوہ کے اس قبرستان کو بھی وہی پوزیشن حاصل ہے۔ جو قادیان کے مقبرہ بہشتی کو حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ جب حضرت ام المومنین رض کا جسدِ اطہر قادیان میں منتقل ہو جائے گا۔ تو پھر ربوہ مقدس مقام رہے گا یا نہیں سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو مقام ایک دفعہ مقدس ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہی مقدس رہتا ہے۔ اس مقدس مقام کے لوگ کسی وقت غیر مقدس ہو سکتے ہیں مگر اس مقام کا تقدس بہر حال قائم رہتا ہے۔

ربوہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل ہے

تعمیر ربوہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ربوہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل اور احسان ہے۔ درحقیقت پاکستان اور ہندوستان میں یہ واحد مثال ہے۔ کہ اتنی جلدی ایک اکھڑی ہوئی قوم ایک مرکز اور ایک مقام میں جمع ہو گئی۔

آج مخالف ربوہ کی تعمیر پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اس وقت کہاں تھے۔ جب حکومت اس زمین کی خریداری کے متعلق اعلان کر رہی تھی؟ چلو اس وقت کو جانے دو۔ آج بھی اس سے سینکڑوں ہزاروں گنا زمین خالی پڑی ہے ہمارے مخالف یہ زمین لے کر اسے آباد کر کے دکھا دیں۔ مگر زمین انہیں شرائط پر لیں۔ جن پر ہم نے حاصل کی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ آبادی روپے کے زور سے یا اور مادی اسباب کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ یہ آبادی ان گدڑی پوشوں اور ان کھدر پوشوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جن کے دل ایمان سے منور تھے۔ یہ ایمان اگر تمہیں حاصل ہو جائے۔ تو ایک کیا کروڑ ربوہ بھی تم آباد کر سکتے ہو۔ لیکن اگر یہ ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ تو تم خواہ ہزار سال تک شور مچاتے رہو۔ تم ایک ربوہ بھی آباد نہیں کر سکتے۔ یہ آبادی ایسے حالات میں ہوئی ہے۔ جبکہ ہم ہر طرح کی مشکلات سے دوچار ہیں۔ تعمیر کے لئے لکڑی نہیں ملتی۔ اینٹیں نہیں ملتیں۔ اسی طرح باقی سامان بھی بمشکل دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس کوتاہ دامنی کے آج سڑک پر سے ایک بڑا شہر آباد ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں اسی کی دین ہیں محض حسد، بغض اور کینہ سے بنتا کیا ہے۔ ہمارے مخالف اگر ربوہ کی طرح شہر آباد کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہماری طرح خدا کے سامنے سجدوں میں گر جائیں۔ سچے دل سے گڑگڑائیں۔ اور اسی سے مدد مانگیں۔ اور دعا کریں۔ کہ الٰہی ہماری مدد فرما۔ پھر دیکھیں کہ کس طرح وہ ایک چھوڑ کئی ربوہ آباد کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔

پنشنر احباب خدمت دین کے لئے مرکز میں آئیں

حضور نے ربوہ کی آبادی کے سلسلہ میں پنشنر احباب کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضور نے [illegible] کہ جو پنشنر دوست اپنی دنیوی ذمہ داریوں کو بڑی حد تک ادا کر چکے ہیں۔ اور جن کی اولاد اب کما [illegible] لگ گئی ہے ایسے دوستوں کو تو دنیا کمانے کا خیال کرنا اب گناہ سمجھنا چاہیئے۔ انہیں تو اپنی زندگی کے آخری ایام ضرور خدمتِ دین میں صرف کرنے کے لئے یہاں آ جانا چاہیئے۔ ہم ان کو ضرورت کے مطابق معمولی گذارہ دے دیں گے۔ ان کو بھی فائدہ رہے گا۔ اور دین بھی ان کے تجربے سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ اسی طرح نوجوانوں کو بھی اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کرنی چاہئیں۔ تاکہ ان کی زندگیاں دین کے کام آئیں۔

(باقی)

منظوری عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کی منظوری ۳۰-۴-۵۳ تک دی جاتی ہے۔ احباب نوٹ فرما لیں۔

(۱) چک ۱۱۳ گ ب ضلع لائل پور

پریذیڈنٹ چوہدری کرم الٰہی صاحب چک ۱۲۶ گ ب ڈاکخانہ گگو ماہل ضلع لائل پور۔
سکرٹری مال چوہدری محمد اسماعیل صاحب

(۲) جماعت احمدیہ لائل پور

سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی عبد اللہ صاحب
سکرٹری امور عامہ۔ چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ لائل پور۔
نائب سکرٹری مال۔ چوہدری عبد الرشید صاحب

(۳) جماعت احمدیہ منڈی حاصل پور

پریذیڈنٹ:۔ مرزا سیف اللہ صاحب فاروق منڈی حاصل پور بہاولپور۔

(۴) جوہی ضلع دادو سندھ

پریذیڈنٹ:۔ ڈاکٹر دین محمد صاحب جوہی ضلع دادو سندھ۔
سکرٹری مال۔ شمس الدین صاحب
سکرٹری تبلیغ۔ غلام محمد صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت۔ خوشی محمد صاحب

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی
اموال کو بڑھاتی ہے
اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

شذرات

سرقہ کا الزام

غیر احمدی علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل شعر پر ہمیشہ اعتراض کرتے ہیں ؎

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

مولوی نصیر احمد صاحب ناصر نے چند دن ہوئے اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے علامہ نوعی کا یہ شعر الفضل میں شائع کیا تھا ؎

کربلائے عشقم و لب تشنہ سر تا پائے من
صد حسین کشتہ در ہر گوشۂ صحرائے من

"زمیندار" کے "محمد فاضل" نے اس پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"گویا منشی فاضل صاحب نے یہ بتادیا ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت امام کی توہین ہی نہیں کی۔ بلکہ وہ چور بھی تھے اور اس شعر کا مضمون انہوں نے سرقہ سے چرایا ہے۔" (زمیندار ۴ر دسمبر ۱۹۵۲ء)

شعرا کے کلام میں توارد کا پایا جانا ایک مسلمہ بات ہے۔ اور اس کی بیسیوں نہیں سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ہم ذیل میں غالب۔ داغ اور مومن جیسے بلند پایہ شعراء کے کلام سے بطور ثبوت صرف تین امثلہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں ؎

غالب ؎ جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری راہ گزر کو میں

مومن ؎ اس نقشِ پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

غالب ؎ بجا ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں
عدو کے ہو لئے جب تم تو میرا امتحاں کیوں ہو

داغ ؎ ہو چکا قطع تعلق تو جفائیں کیوں ہوں
جن کو رہنا نہیں مطلب وہ ستاتے بھی نہیں

غالب قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

مومن چھٹ کر کہاں اسیر محبت کی زندگی
ناصح یہ بند غم نہیں قید حیات ہے

"زمیندار" کے فکاہات نگار اگر اپنی بد ذوقی اور جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ان شعرا میں سے کسی پر سرقہ کا الزام لگادیں تو الگ بات ہے ورنہ ہر صاحب دماغ اور ہر صاحب علم نہ صرف ان امثلہ کو ہی توارد پر محمول کرے گا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شعر کو بھی۔

فکاہات نگار صاحب کے الزام کے صریحاً باطل ہونے کا ہمارے پاس ایک اندرونی ثبوت بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ دونوں اشعار کے مضمون اور اسلوب بیان میں حیرت انگیز فرق پایا جاتا ہے۔

علامہ نوعی تو اپنے تئیں کربلا سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں۔ کہ میں کربلائے عشق ہوں اور میرے صحرا کے ہر ایک گوشہ میں سینکڑوں حسین دم توڑتے پڑے ہیں۔

مگر ــــ اس کے برعکس حضرت اقدس نے نہ تو اپنے آپ کو کربلا سے شابہت دی ہے اور نہ صد حسین کی ترکیب مقتول اور کشتہ "حسینوں" پر استعمال فرمائی ہے۔ بلکہ یہ مضمون بیان کیا ہے کہ دشمنان اسلام نے تو ہر وقت ہی میرے لئے کربلا بنا رکھی ہے۔ اور اس کی وجہ ــــ وجہ یہ ہے کہ دشمن میرے ایک وجود میں سینکڑوں حسین پوشیدہ سمجھتا ہے۔ اور اسی لئے بار بار مجھے کرب و بلا میں گرفتار کرتا رہتا ہے

ظاہر ہے کہ حضرت اقدس نے "صد حسین" کی ترکیب کا جو استعمال فرمایا ہے۔ وہ نہائت لطیف اور اعلیٰ ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ علامہ نوعی کی طرح مبالغہ آمیزی نہیں کی۔ بلکہ اپنی مظلومیت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر خود بول رہا ہے۔ کہ اس پر سرقہ کا الزام لگانا دھوکہ بازی کے علاوہ صریحاً ظلم بھی ہے۔ لہٰذا جبکہ مضمون صحیح مختلف لوگ کہتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب نے اچھے خیال کو اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ اور یہ دعوے بھی نہیں کیا کہ میں نئے خیالات پیش کر رہا ہوں تو معلوم نہیں کہ زمیندار کے فکاہات نگار کو "سرقہ" کے الزام میں کیا سوجھی؟

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین (انعام ع ۳ مومنون ۹ احقاف ع ۱ وغیرہ) کہ کافر کہتے ہیں کہ قرآن نے گذشتہ افسانوں کو نقل کر ڈالا ہے۔ نیز کہتے ہیں انما یعلمہ بشر (نحل ع ۱۴) کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگ سکھاتے ہیں۔ اور یہ قرآن انہی کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

"زمیندار" کے فکاہات نگار غور کریں کہ انہوں نے یہ اعتراض کرکے اپنے آپ کو کس زمرہ میں لا کھڑا کیا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھیں کہ بیسویں صدی کے معترضین کس قدر محتاط واقع ہوئے ہیں کہ اشاروں اشاروں میں سب کچھ کہہ جاتے ہیں مگر سارق اور چور ہونے کا الزام ہرگز نہیں لگاتے۔

ایک حدیث

ابوداؤد میں حضرت عبداللہؓ سے ایک روایت مروی ہے۔ کہ

ان امرأۃ قالت النبی صلے اللہ علیہ وسلم صل علی وعلی زوجی فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم صل اللہ علیک وعلی زوجک (ابو داؤد ص ۲۱۳)

ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور ہم دونوں میاں بیوی کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ تم پر رحمتیں بھیجے۔

وہ غیر احمدی علما جو درود شریف میں وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود کے الفاظ سن کر چونک پڑتے ہیں۔ انہیں اس حدیث کے پیش نظر سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر ایک عام میاں بیوی پر درود شریف کے الفاظ کا استعمال جائز ہے۔ تو نائب رسول کے لئے کیوں جائز نہیں؟

دیوان الخاتم

سید امیر علی صاحب اپنی مشہور کتاب (A Short history of the Saracens) مطبوعہ ۱۹۵۱ء میں بنی امیہ گورنمنٹ کے چار کلیدی محکمہ جات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The practical work of administration was conducted by four principal departments (1) The Diwan ul Kharaj... (2) The Diwan ul Khatim, or the board of the Signet, where the ordinances of government were drawn up Confirmed and Sealed, (3) The Diwan ur Rasail (4) The Diwan ul-Mustaghillat"

(Page 190-191)

یعنی حکومت بنی امیہ کے چار کلیدی محکمے تھے

(۱) دیوان الخراج
(۲) دیوان الخاتم
(۳) دیوان الرسائل
(۴) دیوان المستغلات

دیوان الخاتم کا محکمہ وہ تھا۔ جس میں حکومت کے آرڈیننسز کی تصدیق و توثیق کے لئے مہریں لگائی جاتی تھیں

خلافت بنو امیہ کے عہد میں دیوان الخاتم کے نام سے مستقل طور پر ایک محکمہ کا موجود ہونا اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ کم از کم اسلام کی ابتدائی دو صدیوں تک خاتم کے وہی معنے کئے جاتے تھے۔ جو آجکل جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے اسی خاتم النبیین کی آیت پر تفسیری نوٹ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے۔ آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے"۔ (قرآن مجید مترجم علامہ عثمانی ص ۵۵۰)

ہم ہر صاحب عقل و فکر مسلمان سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا آیت خاتم النبیین کا نزول اس غرض کے لئے ہوا تھا کہ یہ بتایا جائے کہ رسول اللہ کی وہ مقدس مہر جس کی برکت سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو نبوت عطا ہوتی تھی۔ اب ہمیشہ کے لئے بے کار کر دی گئی ہے۔؟

افتراق کی آوازیں

"زمیندار" کی ایک تازہ خبر ہے کہ کچھ دنوں سے لودھراں میں حنفی وہابی کا سوال پیدا کیا جا رہا ہے دونوں طرف کے مولویوں کے اجتماع میں جوتم پیزار ہو چکا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ چند ریاستی پیر بھی اس سوال کو کھڑا کر رہے ہیں۔

ہم اس وقت تاریخ کے نازک ترین دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور صرف کشمیر کا مسئلہ ہی نہیں بہت سے اور مسائل بھی ایسے ہیں جو ملک میں اتحاد و اتفاق کی ناقابل تسخیر قوت سے ہی حل ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس عین اس وقت جبکہ ملک و قوم کو اتحاد کی سب سے زیادہ ضرورت ہے بعض مولوی اور پیر احمدی۔ غیر احمدی حنفی وہابی اور سنی شیعہ کا سوال کھڑا کرکے فرقہ پرستی کو ہوا دے رہے ہیں۔

ہم ایسے نادان مولویوں اور پیروں کو بروقت انتباہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو باہم لڑا کر تباہی آمد پیدا کرنے کا مشغلہ جلد سے جلد ترک کر دیں۔ نیز یاد رکھیں۔ کہ مسلمان ایک زندہ قوم ہے اور زندہ قومیں اپنے غداروں کو کبھی معاف نہیں کیا کرتیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات میں معاندین سلسلہ کے متعلق سخت الفاظ!

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ)

خدا تعالیٰ کا قانون

اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے۔ اپنی مخلوق پر رحم فرماتے ہوئے ایسے اوقات میں جب کہ مخلوق میں طرح طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اُن کی ہدایت اور راہبری کے لئے اُن میں سے ہی ایک ہادی اور راہنما کو مبعوث فرماتا ہے۔ تا اس کے ذریعہ اُن لوگوں کو توجہ دلائے اور وہ اپنے عیوب کو دور کریں۔ اور اپنے نفوس کی اصلاح کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریق پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کے یہ مامور اور مرسل خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور ان نقائص کو دور کرنے کی طرف انہیں توجہ دلاتے ہیں جو ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس مشن کو پورا کرنے میں کسی کے اعتراض یا ملامت کی پرواہ کئے بغیر منہمک رہتے ہیں۔ اور حقائق کا اظہار کرتے ہیں۔ سلیم الفطرت تو اُن کی تعلیم کو اپناتے ہیں۔ اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر کج فہم اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے اللہ تعالیٰ کے ماموریں کا مقابلہ کرنے کے لئے اُن کے مقابلہ کے لئے میدان میں آجاتے ہیں۔ چونکہ ان ماموریں کی ذات سے انہیں حسد اور عناد ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ان کی سیدھی اور صاف بات کو بھی اُلٹ سمجھ کر اُن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور جن حقائق کا وہ اظہار کرتے ہیں۔ اور اُن کے عیوب کی طرف وہ توجہ دلاتے ہیں تو وہ لوگ اس اظہار واقعہ اور حقیقت کو گالیوں اور دشنام دہی پر محمول کر لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو اشتعال دلانے کے لئے ان کی طرف غلط باتوں کو منسوب کرتے ہیں۔ تاکہ سادہ لوح لوگ اُن کے قریب میں آکر ماموریں کی متابعت نہ کریں بلکہ مخالفت اور عناد میں اُن کے ساتھی اور اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہو جائیں:۔

قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ سے ظاہر ہے۔ کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور اور مرسل اصلاح خلق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ تو اُس وقت کے بڑے لوگ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور اُس کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر انہوں نے اٹھا نہ رکھی۔ اُسے گالیاں دی گئیں۔ اس سے استہزاء کیا گیا۔ اس کو ملک سے نکالا۔ اس کے قتل کے درپے ہوئے۔ غرضیکہ ہر ممکن تکلیف اُسے پہنچانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (یٰس) کہ افسوس میرے بندوں پر جب بھی اُن کے پاس میرا کوئی رسول آیا۔ اُنہوں نے اس سے استہزاء کیا۔

مخالفین کی بدزبانیاں

اس زمانہ میں بھی اُمت محمدیہ میں جب کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن صرف کتابی صورت میں رہ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مسیح موعودؑ کو اسلام کے از سر نو احیاء اور شریعت کے قیام کے لئے مبعوث فرمایا۔ تو خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق علماء نے اس سے استہزاء کیا۔ اور اس کی مخالفت میں ہر قسم کا کیفر بنے کمینہ وار کیا۔ چنانچہ قارئین کرام کی خدمت میں اس زمانہ کے علماء و مشائخ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی گالیوں میں سے بطور مشتے از خروارے کچھ گالیاں نقل کی جاتی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ان مشائخ اور علماء کا اندرونہ ظاہر ہوتا ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

۱۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ان عقائد و مقالات اور اس طریق عمل پر مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصاً مذہب اہلسنت سے خارج ہے ......

اس ملحدانہ طریق کی نظر سے اس کو اُن تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے۔ ایک دجال کہہ سکتے ہیں اور اس کے پیرو ان اس کے ہم مشربوں کو ذریات دجال۔ اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں۔"

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۳، ۱۳۱۶ھ)

۲۔ مولوی محمد عبدالجبار عمر پوری مدرس آگرہ سکول نے لکھا

"اس میں شک نہیں کہ قادیانی مجدد پلید نے بدعت ضلالت نکالی ......

وہ اور اس جیسے لوگ دین کے چور ہیں۔ اور دجالین کذابین اور ملعون شیاطین ہیں۔" (اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۱۳ صفحہ ۸۶ سنہ ۱۸۹۲ء)

۳۔ ابو محمد عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی نے لکھا:۔

"حقیقت میں ایسا شخص من جملہ ان دجالوں کے ایک دجال مگر بڑا بھاری دجال بلکہ اس کا عم و خال ہے۔" (اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۱۳ صفحہ ۸۹)

۴۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا:۔ "اسلام کا چھپا دشمن۔ مسیلمہ ثانی۔ دجال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز۔ جفری۔ بھنگڑ۔ اڈڑ پوپو۔ مکار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ۔ گستاخ۔ مثیل الدجال۔ اعور الدجال۔ غدار۔ کاذب کذاب۔ ذلیل و خوار۔ مردود۔ بے ایمان۔ روسیاہ۔ دہریہ۔ ملاحدہ۔ عبد الدرہم والدینار۔ تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنت۔ ظلام و افاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام احتلام ہے۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں اور بازاری شہدوں کا سرگروہ۔ دہریہ۔ جہاں کے احمقوں سے زیادہ احمق۔ جس کا خدا شیطان ہے۔ یہودی۔ ڈاکو۔ خونریز۔ بے شرم۔ مکار۔ طرار۔ جس کی جماعت بدمعاش بدکردار زانی۔ شرابی۔ مال مردم خور۔ اس کے پیرو خوار و بے تمیز۔" (اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ تا ۱۲ جلد ۱۵ تا ۱۹)

۵۔ مولوی عبدالحق غزنوی نے لکھا:۔

"دجال۔ ملحد۔ کافر۔ روسیاہ۔ بدکار۔ شیطان لعنتی۔ بے ایمان۔ ذلیل۔ خوار۔ خستہ خراب کاذب۔ شقی سرمدی ہے۔ لعنت کا طوق اس کے گلے کا ہار ہے۔ لعن طعن کا جوت اُس کے سر پر پڑا بکواس کرتا ہے۔ اللہ کی لعنت ہو۔ اُس کی سب باتیں بکواس ہیں۔"

(اشتہار ضرب النعال علی وجہ الدجال ۱۳۱۴ھ)

یہ نمونہ تو ان چند علماء و مشائخ کا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے ابتدائی ایام میں موجود تھے۔ اور قوم و ملت کے عمائدین میں شمار ہوتے تھے۔ ورنہ آج تک جس قدر گالیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے متبعین کو دی گئی ہیں۔ اگر ان کو جمع کیا جائے۔ تو کئی جلدوں میں بھی وہ نہ آسکیں گی بہرحال مندرجہ بالا حوالہ جات سے اس قدر تو ضرور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین میں سے جب علماء کی یہ حالت تھی۔ تو عوام کا کیا حال ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ان لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی۔ اور خدا تعالیٰ کے پیغام کی دنیا میں اشاعت فرمائی۔ تو یہ لوگ بجائے حضور کی باتیں سننے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کے اپنی سرکشی اور گمراہی میں اور بھی بڑھ گئے۔ اور حضورؑ کی اتمام حجت پر اُن کے چیلوں چانٹوں نے حضور کے خلاف اس لغو اعتراض کی اشاعت کی۔ کہ آپ نے ہمارے علماء و مشائخ اور عوام کے حق میں درشت کلامی سے کام لیتے ہوئے سب و شتم کیا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی "تحفظ ختم نبوت" کا سٹنٹ کھڑا کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سے بعض حوالہ جات قطع و برید کر کے عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال دلاتے اور ربانی سلسلہ اور آپ کے متبعین کے خلاف عوام میں نفرت و حقارت کے جذبات کو انگیخت دے رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نہ ماننے والوں کے حق میں ذریۃ البغایا اور خنازیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

گالی اور اظہار واقعہ میں فرق

چونکہ عوام بلکہ اکثر اہل علم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے واقف نہیں ہوتے۔ اور انہیں دارالامان کو پر بہت کم غور کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے وہ اصل الداب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور اس اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اوّل:۔ گالی اور اظہار واقعہ میں فرق ہے۔ اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عوام دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کسی کو غصہ دلانے اور چڑانے کے لئے کوئی ایسی بات اس کی طرف منسوب کرنا جو اس میں پائی جاتی ہو۔ وہ گالی کہلاتی ہے مگر جو صفت اس میں موجود ہے۔ تو اس کا اظہار کرنا گالی نہیں۔ بلکہ اظہار حقیقت ہے خواہ مخاطب اس کو سن کر برافروختہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام میں اس حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکے کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب و شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"دشنام دہی اور چیز ہے۔ اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دیوے پھر اگر وہ سچ کو سن کر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۴)

(باقی)

300

وصایا:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۲۶۰۷ :- اللہ دتہ ولد چوہدری بہاول بخش صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ زمینداری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن چک نمبر ۳۰/۱۱-L ڈاکخانہ ۳۱/۱۱-L ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۱-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اراضی وغیرہ فی الحال میرے نام کوئی نہیں ہے۔ چونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ گذارہ زمینداری پر ہے جو سالانہ اندازاً -/۳۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد:- اللہ دتہ ولد چوہدری بہاول بخش چک ۳۰/۱۱-L ڈاکخانہ ۳۱/۱۱-L ضلع منٹگمری۔ گواہ شد:- نذیر احمد چک ۳۰/۱۱-L گواہ شد:- نصیر احمد چک ۳۰/۱۱-L

وصیت نمبر ۱۲۸۳۱ :- بلقیس بیگم زوجہ محمد خان قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال جیمس آباد ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جون ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا حق مہر -/۳۰۰ روپیہ ہے۔ اور زیورات مالیت اندازاً -/۱۸۰ روپے۔ کل -/۴۸۰ روپے ہوتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں جس کی ادائیگی قسط وار کروں گی۔ اور میں اگر کوئی زیور یا جائداد خرید کروں گی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے وقت یا بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:- بلقیس بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:- عطا محمد قادیانی دفتر وصیت ربوہ گواہ شد:- محمد عثمان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جیمس آباد

وصیت نمبر ۱۳۴۷۲ :- ڈاکٹر محمد ہمایوں اختر ولد ڈاکٹر عبد اللطیف قوم راجپوت پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۱-۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد فی الحال کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ -/۴۷۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں تنخواہ کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ پریکٹس سے آمدنی ماہوار ہوتی رہتی ہے۔ جو غیر معین ہے۔ اندازاً -/۳۰۰ روپیہ ہے۔ کبھی کم ہو جاتی ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ پرائیویٹ پریکٹس سے جو غیر معین ہے۔ جو بھی آمدنی حاصل ہوگی۔ اس کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔

العبد:- ڈاکٹر محمد ہمایوں اختر معرفت ڈاکٹر عبد القادر صاحب باغ لدھا بیرون ٹکسالی گیٹ لاہور شہر گواہ شد:- ڈاکٹر محمد عبد الحق قریشی میو ہسپتال لاہور۔ گواہ شد:- مستری نصر محمد بقلم خود

وصیت نمبر ۱۲۱۴۵ :- محمد اسحق ولد چوہدری اللہ دتہ قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۶۶ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن منگولے براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۷-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اراضی تعدادی ۱۵ بیگھہ بلا شراکت غیرے ہے۔ جس کی موجودہ قیمت -/۳۰۰۰ روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ہو اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد:- محمد اسحق نشان انگوٹھا منگولے ضلع سیالکوٹ گواہ شد:- خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:- رشید احمد پسر موصی۔

وصیت نمبر ۱۲۵۳۷ :- اللہ بخش ولد میاں نبی بخش قوم شیخ پیشہ جوہری عمر ۵۳ سال پیدائشی احمدی ساکن بازار شاہ چراغ راولپنڈی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۳-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد فی الحال کوئی نہیں ہے۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمدنی غیر معین پر ہے۔ جو اندازاً یکصد روپیہ ہے۔ اور نیز دو ہزار روپیہ تجارت پر لگا ہوا ہے۔ جس سے مذکورہ بالا آمدنی ہو جاتی ہے۔ یکصد روپیہ اور دو ہزار روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک کی صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

العبد:- اللہ بخش جوہری بازار چن شاہ چراغ راولپنڈی گواہ شد:- عبد اللہ خان راولپنڈی گواہ شد:- خورشید احمد انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۲۶۱۱ :- فیروز علی ولد علی بخش قوم اعوان پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن چک ۲۹۳ ای بی ڈاکخانہ بوریوالہ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵-۱۰-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد غیر منقولہ در رقبہ چک ۲۹۳ ای بی تحصیل وہاڑی ضلع ملتان ایک مربعہ ہے۔ جس کی قیمت ½ ۲ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:- فیروز علی چک ۲۹۳ ای بی ڈاکخانہ منڈی بوریوالہ ملتان۔ گواہ شد:- سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:- محمد علی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۲۹۳ ای بی ملتان

وصیت نمبر ۱۲۶۱۵ :- محمد حیات ولد امام الدین پیشہ دوکانداری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن چک ۹۵ تھالی ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۱۱-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد بھینس جس کی قیمت مبلغ -/۳۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد ہے جو اس وقت مبلغ عہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:- محمد حیات بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد علی بقلم خود۔ گواہ شد:- سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۱۰۷۱ :- طاہرہ صدیقہ زوجہ نذیر احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن حال راجہ جنگ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۹-۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ -/۱۰۰۰ ہے۔ جو کہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میرے پاس اس وقت کوئی زیور نہیں ہے۔ زیور فروخت کر دیا تھا۔ اس کی رقم مبلغ -/۳۹۹ روپے میرے پاس ہے۔ اس طرح مقدمہ کی کل رقم -/۱۳۹۹ روپے ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں حسب وصیت مذکورہ حصہ وصیت مبلغ ۱۳۹/۱۴/۰ روپے قسطوں میں ادا کرنے کی کوشش کروں گی اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد بنالوں یا بوقت وفات مذکورہ کی کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان حقدار ہوگی۔

الامۃ:- طاہرہ صدیقہ معرفت بابو نذیر احمد صاحب ریڈ ٹرو راجہ جنگ ضلع لاہور۔ گواہ شد:- محمد عیسیٰ بقلم خود گواہ شد:- نذیر احمد خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۰۵۳۵ :- قائم الدین ولد چوہدری وزیر خان قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن گھسیٹ پورہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴-۱-۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میری جائداد سابقہ سکونت مشرقی پنجاب موضع شکار میں رہ گئی ہے۔ اگر اس کے عوض مجھے جائداد حاصل ہوئی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے سالانہ آمد ۴۰ من پختہ گندم زمینداری آمد ہے۔ اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- قائم الدین چک ۱۶۹ گھسیٹ پورہ۔ گواہ شد:- سلطان علی بقلم خود۔ گواہ شد:- کریم بخش۔

وصیت نمبر ۹۸۲۳ :- محمد شفیع ولد دین محمد قوم راجپوت بھٹی پیشہ مزدوری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن چک ۴۹ جنوبی ضلع سرگودہا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۳-۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک خراس جس کی قیمت اندازاً -/۱۰/۱۲۰ روپے ہے۔ اور ایک مشین سلائی جس کی قیمت -/۰/۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اندازاً -/-/۱۵ روپے ہے۔ اور اس پر کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اور اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے ترکہ پر بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار انجمن مذکور ہوگی۔

العبد:- نشان انگوٹھا محمد شفیع موصی چک ۴۹ جنوبی ضلع سرگودہا۔ گواہ شد:- صوفی علی محمد صحابی گواہ شد:- مولوی نظام الدین نشان انگوٹھا۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر مختلف اہم مسائل کے متعلق علماء سلسلہ کی بصیرت افروز تقاریر

کارروائی اجلاس اول منعقدہ ۲۶ دسمبر

(مرتبہ شیخ محمد احمد پانی پتی)

افتتاحی تقریر و دعا

جماعت احمدیہ کا اکسٹھواں سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء کو صبح ۱۰ بجے شروع ہوا۔ جلسہ سالانہ کا افتتاح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی دعا سے کیا۔ اور بعد ازاں ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اپنی تقریر میں حضور نے کارکنوں کو جلسہ کے بعض انتظامات کو درست کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر

آپ نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ ایک دفعہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیرہ کے رہنے والے ایک شخص اسلام الدین نامی آئے ہوئے تھے۔ جب وہ رخصت ہونے کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ آپ تقویٰ اختیار کریں۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ میں ان پڑھ آدمی ہوں۔ عربی۔ فارسی جانتا نہیں۔ مجھے معلوم نہیں تقویٰ کیا ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ تقویٰ یہ ہے۔ کہ ہر ایک کام جو دنیا میں تم کرنے لگو۔ اس کے متعلق سوچو۔ کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہوگا یا نہیں۔ اگر اس کام کا دسواں حصہ بھی ایسا ہو کہ اس میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا پہلو ہو۔ تو اسکو چھوڑ دو۔

حضرت اقدس کے آنے کا اصل مقصد

حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ میں ایسی جماعت بناؤں۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی ہو۔ ان مولویوں نے ہمیں وفات مسیح کے مسئلہ میں ڈال دیا ہے۔ لیکن ہمارے آنے کی اصل غرض یہ نہیں ہے۔ اصل غرض یہ ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو لیجاؤں۔ اور ان کا اس سے تعلق کراؤں۔

اشاعت اسلام کے لئے حضور کی تڑپ

حضور کو اس بات کی بڑی خوشی ہوتی تھی۔ کہ دنیا میں اشاعت اسلام ہو۔ ایک دفعہ میں قادیان میں حضور کے پاس حضور کے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور کوئی مضمون لکھ رہے تھے۔ باہر سے کسی شخص نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ حضور نے مجھے فرمایا ”مفتی صاحب جاکر دیکھیں کون صاحب ہیں“۔ میں باہر گیا۔ تو امروہہ کے ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ میں ایک خوشخبری لایا ہوں۔ [illegible] لیکن وہ خوشخبری حضور کے علاوہ اور کسی کو نہیں سناؤں گا۔ میں نے اندر جاکر حضور کو ان کا پیغام عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس وقت مضمون لکھ رہا ہوں۔ اگر میں گیا۔ تو حرج ہوگا۔ آپ ہی سن آئیے کیا خوشخبری لائے ہیں؟ چنانچہ میں نے جاکر ان سے یہ بات کہہ دی۔ وہ کہنے لگے۔ کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا امرتسر میں ایک مولوی سے مباحثہ ہوا۔ اور اس مباحثہ میں مولوی محمد احسن صاحب نے اس مولوی کو ایسا لتاڑا۔ ایسا پچھاڑا۔ ایسی شکست دی۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں نے ان کی خوشخبری حضور کی خدمت میں عرض کر دی۔ حضور ہنسے اور فرمایا۔ کہ میں تو سمجھا کہ یورپ مسلمان ہوگیا۔

حضور کی سب سے بڑی خواہش

درحقیقت حضور کی یہی خواہش تھی۔ کہ دنیا کے تمام لوگ مسلمان ہوجائیں۔ ایک دفعہ حضور نے خواب میں دیکھا۔ کہ آپ لنڈن میں ایک ممبر پر کھڑے ہیں۔ اور حقانیت اسلام کے متعلق ایک لیکچر دے رہے ہیں۔ پھر حضور ممبر پر سے اترے۔ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے پکڑے۔ اس کی تعبیر حضور نے فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ انگلستان کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائیگا۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے تبلیغ کے لئے مجھ سے بھی کام لیا جب میں انگلستان گیا۔ تو جو شخص سب سے پہلے میری تبلیغ سے مسلمان ہوا۔ اس کا نام مسٹر Sparrow تھا۔ سپیرو انگریزی میں چڑیا کو کہتے ہیں۔

عربی زبان کا ام الالسنہ ثابت کرنا

حضور صداقت اسلام کیلئے نئے نئے نشانات دکھایا کرتے تھے۔ اور اس کے متعلق نئے نئے دلائل دیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ایک سوال یہ اٹھا۔ کہ پہلی کتابیں جو نازل ہوتی تھیں وہ اسی ملک اور قوم کیلئے ہوتی تھیں جس میں وہ اترتی تھیں۔ اور کسی ملک یا زبان میں نہیں ہوتی تھیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ اگر قرآن مجید کو خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کے لئے نازل کیا۔ تو اس کو عربی میں کیوں نازل کیا۔

اس اعتراض کا جواب حضور نے یہ دیا۔ کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ دنیا میں جتنی زبانیں ہیں۔ وہ سب عربی سے ہی نکلی ہیں۔ پہلا آدم مکہ میں ہوا۔ اور اسی وجہ سے اس کو ام القریٰ کہتے ہیں۔ اور پہلی زبان جو خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام سکھلائی وہ عربی ہی تھی۔ اس لئے وہ ام الالسنہ ہے۔

اس امر کو ثابت کرنے کے لئے حضور نے مختلف زبانوں کے کئی ہزار الفاظ جمع کرائے۔ اور ان کے متعلق یہ ثابت کیا۔ کہ یہ الفاظ عربی سے نکلے ہیں۔ اصلی زبان جو الہامی زبان ہے۔ وہ عربی ہے۔ حضور نے اس پر ایک کتاب منن الرحمٰن بھی لکھی۔ ان الفاظ کی فہرستیں جو حضور نے جمع کرائے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے پاس تھیں۔ اور انہوں نے بعض کو ایک کتاب میں شائع بھی کیا تھا۔

حضور کی شفقت اپنے خدام پر

ان دنوں میں لاہور میں اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں ملازم تھا۔ جب مجھے رخصت ہوتی تھی۔ میں قادیان آجاتا تھا۔ جب میں آیا کرتا تھا۔ تو اپنے ساتھ کچھ حوالے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تصنیف میں مدد ملے تلاش کرکے لایا کرتا تھا۔ جب میں واپس جانے لگتا۔ تو حضور مجھے زادِ راہ عنایت فرمایا کرتے۔ میں عرض کرتا۔ کہ حضور میرے پاس خرچ ہے۔ آپ یہ تکلیف کیوں کرتے ہیں۔ تو حضور فرماتے۔ کہ آپ جو یہ کام کرتے ہیں۔ کہ حوالے تلاش کرکے لاتے ہیں۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس ثواب میں حصہ لیں۔

عبرانی سیکھنے کے لئے مفتی صاحب کو ہدایت

ان دنوں جب یہ سوال درپیش تھا۔ حضور نے فرمایا۔ ہم نے ثابت کر دیا۔ کہ ہر زبان عربی سے نکلی ہے۔ مگر ایک زبان ہے۔ جس کو ابھی ہم ثابت نہیں کرسکے۔ وہ عبرانی زبان ہے جس میں تورات۔ زبور انجیل نازل ہوئیں۔ مگر یہاں کوئی عبرانی جاننے والا نہیں۔ جو ہم کو سنائے۔ آپ لاہور میں رہتے ہیں۔ تلاش کریں۔ کہ کوئی عبرانی جاننے والا ملے۔ بہت تلاش کے بعد مجھے پتہ چلا۔ کہ ایک یہودی عورت یہاں رہتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ عبرانی جانتی ہو۔ میں اس کے پاس گیا۔ اور پوچھا۔ کہ کیا تم عبرانی جانتی ہو؟ اس نے کہا۔ کہ میں تو نہیں جانتی۔ مگر میرا بھائی جانتا ہے۔ جو اس وقت یہاں نہیں ہے۔ وہ آنے والا ہے۔ جب وہ آئے گا۔ تو میں آپ کو اطلاع دوں گی۔

جب اس کا بھائی آیا۔ تو اس نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں اس سے ملا۔ وہ عبرانی کا عالم تھا۔ میں نے اس سے عبرانی سیکھی۔ اور قادیان آیا۔ اور کہا۔ کہ حضور میں نے عبرانی سیکھی ہے۔ لسان العرب نکال لائے۔ میں کچھ عبرانی آپ کو پڑھ کر سناتا۔ حضور ایک ایک لفظ کو ثابت کرتے گئے۔ کہ یہ عربی سے نکلا ہے۔

میں نے اپنے یہودی استاد کو تبلیغ کی۔ اور اسے قادیان لے گیا۔ اس کے دل کو خدا تعالیٰ نے کھول دیا۔ اور اس نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے اس کا نام محمد اسلام رکھا۔

قبر مسیح کے متعلق ایک یہودی عالم کی شہادت

انہی دنوں کشمیر سے قبر مسیح کا ایک فوٹو آیا۔ حضرت اقدس نے وہ فوٹو اس کو دکھایا۔ اور پوچھا کہ کیا یہودیوں کی قبریں اسی طرح ہوتی ہیں؟ اس نے تصدیق کی۔ حضور نے فرمایا۔ اپنی شہادت کاغذ پر لکھ دو۔ چنانچہ اس نے عبرانی زبان میں شہادت لکھ دی۔ انہی دنوں کشتی نوح چھپ رہی تھی۔ حضور نے اس میں وہ شہادت درج کر دی۔ کتاب میں جو عبرانی عبارت لکھی گئی۔ وہ کچھ میں نے اور کچھ اس نومسلم نے لکھی۔ [illegible]

حضرت مفتی صاحب کی تقریر بہت پُر اثر تھی۔ آپ اب بہت بیمار رہنے لگے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح پاک کے اس عاشق صادق کو تا دیر سلامت رکھے۔ تا جماعت احمدیہ آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک باتیں سن سن کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتی رہے۔ حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مکرم الٰہی صاحب نے تقریر کی جو کل پیش کی جائیگی انشاء اللہ۔

بقیہ لیڈر (صفحہ ۳ سے آگے)

پھر مودودی صاحب نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ

”مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا یہ مشترکہ بیان بھی شائع ہوچکا ہے۔ (جس پر میرے بھی دستخط ہیں) کہ ہم ان سفارشات کے بارے میں اپنے الگ الگ بیانات شائع نہیں کریں گے۔ بلکہ متفقہ فیصلہ کرنے کی کوشش کریں گے۔“

ہم مان لیتے ہیں۔ کہ مودودی صاحب نے احتجاجی جلسہ میں بھی یہ دونوں باتیں کہی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا انہوں نے اس جلسہ میں جو متفقہ قرارداد پاس ہوئی۔ کہ ”ہم ان سفارشات کو رد کرتے ہیں۔“ اس قرارداد کی اس طرح مخالفت کی۔ جس طرح اب ”تسنیم“ کے مدیر محترم نے اپنے اداریہ میں کی ہے۔ جس کا حوالہ ہم نے شروع میں دیا ہے۔ اگر نہیں کی۔ تو ہمیں بتایا جائے۔ کہ ان کی صالحیت کی الکتاب میں اس منافقت کا کیا نام ہے؟